

**نارتھ ویسٹرن تھیالوجیکل سیمینری**

**Northwestern Theological Seminary**

**تعلیمات المسیح (TEACHING OF CHRIST)**

سوال نمبر 1: یسوع مسیح کے دعووں پر مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: **خداوند** **یسوع مسیح کے دعوے کہ وہی مسیح ہیں اور خدا تعالیٰ کے بیٹے :**

 خداوند یسوع مسیح ہی پرانے عہد نامہ کے وعدے کئے ہوئے مسیح ہیں کیونکہ آپ کی خدمت انبیائے کرام کی پیش گوئیوں کی تکمیل ہے۔ یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ یسوع مسیح نے اپنی خدمت کے دوران اعلانیہ یہ الفاظ اختیار کئے کہ "وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" (مرقس 1: 15) خداوند یسوع مسیح نے "ابن آدم" کا لقب اختیار کیا جو مسیحِ موعود کے لئے ایک ما نا ہوا لقب ہے۔ یہ لقب دانی ایل نبی کی رویاؤں کے مطابق مسیحِ موعود کو دیا گیا تھا ۔ جب سردار کاہن نے آپ سے پوچھا تو آپ نے "ابنِ خدا" کے لقب سے خود کو آشنا کروایا۔ مسیحِ موعود کے اس لقب کا ذکر( زبور 2: 7 )میں قلم بند ہے۔

 خداوند یسوع المسیح کی ساری خدمت آپ کےاس شعور کی گواہی دیتی ہے کہ آپ توریت، زبور اورصحائف الانبیاء میں مرقوم تمام باتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگردوں سے تنہائی میں فرمایا ، "مبارک ہیں وہ آنکھیں جو یہ باتیں دیکھتی ہیں جنہیں تم دیکھتے ہو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور بادشاہوں نے چاہا کہ جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں" (مرقس 10: 23-24)۔

یسوع مسیح کے دعووں سے صرف یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ مسیحِ موعود ہیں بلکہ ان کا تعلق آپ کی الوہیت سے بھی ہے۔ اس بات کا دعویٰ کرنا کہ آپ مسیحِ موعد ہیں کہیں بڑا یہ دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اس عظیم دعوے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خدا کے ساتھ ایک لاثانی اور لازوال تعلق رکھتے ہیں۔ اس عظیم دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ہم اس کی تائد میں تین دلائل کو توجہ طلب فرمائیں گے۔

1. "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا 10: 30)۔
2. "میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے" (یوحنا 14: 10)۔
3. "میرا باپ اس سے محبت رکھے گا اور ہم اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے" (یوحنا 14: 23)۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنے پیروکاروں کو بھی یہ حق بخشا کہ وہ خدا کو باپ کہہ کر پکاریں۔ ہمارا خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہونے میں اور خداوند یسوع مسیح کا خدا کا بیٹا ہونے میں بڑا فرق ہے۔ اس فرق کو واضح کرنے کے لئے آپ نے ایک شاگرد مریم مگدلینی سے فرمایا! "میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں" (یوحنا 20: 17)۔ آپ نے یہ کہنے کی بجائے کہ ہمارا آسمانی باپ ، آپ نے یہ کہا کہ تمہارا باپ اور میرا باپ۔

خدا کے ساتھ یسوع مسیح کا لاثانی رشتہ ہے جیسے انجیل جلیل متی میں بھی ملتا ہے، "میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے۔ اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے" (متی 11: 27)۔ خداوند یسوع مسیح اس قدر خدائے واحد سے قریبی مشابہت رکھتے تھے کہ آپ نے اس بات کو اعلانیہ بیان کیا کہ میرے ساتھ کسی کا رویہ ایسے ہی ہے جیسے خدا کے ساتھ ۔

* جو کوئی میرے نام پر اَیسے بچّوں میں سے ایک کو قبُول کرتا ہے وہ مُجھے قبُول کرتا ہے اور جو کوئی مُجھے قبُول کرتا ہے وہ مُجھے نہیں بلکہ اُسے جِس نے مُجھے بھیجا ہے قبُول کرتا ہے۔ (مرقس 9: 37)
* تاکہ سب لوگ بیٹے کی عِزّت کریں جِس طرح باپ کی عِزّت کرتے ہیں ۔ جو بیٹے کی عِزّت نہیں کرتا وہ باپ کی جِس نے اُسے بھیجا عِزّت نہیں کرتا۔ (یوحنا 5: 23)
* جو مُجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ میرے باپ سے بھی عداوت رکھتا ہے۔ (یوحنا 15: 23)

جس طرح خداوند یسوع مسیح نے خود کو خدا کا بیٹا کہا اسی طرح اس نے صاحب اختیار ہوکر حکم بھی صادر فرمایا۔ اس کی تائد کے لئے ہم چار مثالوں کو خاطر خواہ رکھیں گے۔

1. پہلا بالواسطہ دعویٰ یہ ہے کہ گناہ معاف کرنے کا خداوند یسوع مسیح کو اختیار ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے دو مختلف موقعوں پر ا س اختیار کو استعمال کیا۔ پہلی دفعہ جب لوگوں نے ایک مفلوج کو کمرے کی چھت کھول کر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ کی روح شناس نظروں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ شخص جسمانی بیماری سے بھی زیادہ خطرناک بیماری میں مبتلا ہے۔ یہ روحانی بیماری تھی۔ لہٰذا جب آپ نے اس کی اس ضرورت کے پیشِ نظر یہ فرمایا کہ "بیٹا تیرے گناہ معاف ہوئے" (مرقس 2: 1-12) تو ہجوم بڑا حیران ہوا ۔ دوسری مرتبہ آپ نے ایک مشہور بد چلن عورت کے گناہ معاف کئے۔ جب آپ ایک فریسی (یہودی عالمِ دین) کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے تو ایک عورت آپ کے پیچھے چلی آئی اور آپ کے قدموں میں گر کر آپ کے پاؤں اپنے آنسوؤں سے بھگونے اور اپنے بالوں سے پونچھنے لگی۔ اس نے آپ کے پاؤں کو چوما اور ان پر عطر بھی لگایا۔ اس وقت یسوع مسیح نے اس عورت کو یہ خوش خبری سنائی کہ "تیرے گناہ معاف ہوئے" (لوقا 7: 36- 50)۔
2. زندگی بخشنے کا دعویٰ: خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ "زندگی کی روٹی میں ہوں"(یوحنا 6: 35) ، "زندگی میں ہوں" (14: 6) ، "قیامت اور زندگی میں ہوں"(یوحنا 11: 25) ۔

یُوحنا کی انجیل کی قابلِ غور اور مُنفرد خصوصیت میں **"مَیں ہُوں"**کے بیانات کا سِلسِلہ ہے جو یسُوع نے خُود بولے!

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| **"دروازہ"** مَیں ہُوں 7:10 ،9 | **"دُنیا کانُور"** مَیں ہُوں 12:8 | **"زندگی کی روٹی"** مَیں ہُوں 35:6  |
| **"راہ،حق اورزندگی"** مَیں ہُوں 6:14 | **"قیامت اورزندگی"** مَیں ہُوں 25:11 | **"اچھا چرواہا"** مَیں ہُوں 11:10 ،14 |
|  | **"انگورکاحقیقی درخت"** مَیں ہُوں 1:15 ،5 |

1. آپ کی باتیں بالکل سچ ہیں: آپ کے ہم عصر آپ کی دانائی اور حکمت سے بڑے متاثر تھے ۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں اس میں کہاں سے آگئیں؟ اور یہ کیا حکمت ہے جو اسے بخشی گئی؟ کیا یہ وہی بڑھئی نہیں؟ پَس یہُودِیوں نے تعّجُب کر کے کہا کہ اِس کو بغَیر پڑھے کیونکر عِلم آگیا؟۔ (یوحنا 7: 15) کِیُونکہ وہ اُن کے فقِیہوں کی طرح نہِیں بلکہ صاحبِ اِختیّار کی طرح اُن کو تعلِیم دیتا تھا۔(متی 7: 29)
2. یہ دعویٰ کہ اوّل و آخر آپ ہیں ۔ کہ آپ صلیب پر جان دیں گے اور مر جائیں گے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھیں گے۔ آپ دوبارہ پھر زمین پر تشریف لائیں گے اور ساری قومیں آپ کے حضور پیش کی جائیں گی اور آپ سب کا انصاف کریں گے۔" اِس سے تعّجُب نہ کرو کِیُونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قَبروں میں ہیں اُس کی آواز سُن کر نِکیں گے۔

جِہنوں نے نیکی کی ہے زِندگی کی قِیامت کے واسطے اور جِہنوں نے بدی کی ہے سزا کی قِیامت کے واسطے۔" (یوحنا 5: 28-29)

سوال نمبر 2: یسوع مسیح کے کردار کی تین اقسام لکھیں؟

جواب: یسوع مسیح کے کردار کی تین اقسام:

* جو کچھ یسوع مسیح کے دوستوں (شاگردوں ) نے آپ کو سمجھا
* جو کچھ یسوع مسیح کے دشمنوں نے آپ کو سمجھا
* جو کچھ ہم خداوند یسوع مسیح کو سمجھتے ہیں
1. جو کچھ یسوع مسیح کے دوستوں نے آپ کو سمجھا

یسوع مسیح کے شاگرد تین سال تک آپ کےساتھ رہے۔ انہوں نے اکٹھے سفر کیا، اکٹھے کھایا پیا۔ ان کی پیسوں کی تھیلی بھی ایک ہی تھی۔ وہ اکثر آپس میں بحث و تکرار اور نکتہ چینی کرتے مگر انہوں نے کبھی یہ بات خداوند یسوع مسیح کی ذات میں نہیں دیکھی تھی۔ خداوند یسوع مسیح کی زندگی ہر قسم کے گناہ اور خطا سے پاک تھی۔ آپ کی بے گناہی کے دو بڑے گواہ یوحنا رسول اور پطرس رسول ہیں۔ یہ دونوں خداوند کے زیادہ قریب تھے اور آپ کے متعلق دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے تھے۔ ان دو شاگردوں کی گواہی اس لئے بھی معتبر ہے کیونکہ وہ یہودی تھے جنہیں بچپن ہی سے کتابِ مقدس کی تعلیم دی گئی تھی۔ لہٰذا بائبل مقدس کی یہ تعلیم ان کی نظر سے ہرگز اوجھل نہ تھی کہ سب لوگ گنہگار ہیں۔

**" وہ سب کے سب گُمراہ ہُوئے ۔ وہ باہم نجِس ہو گئے ۔ کوئی نیکوکار نہیں ۔ ایک بھی نہیں۔" (زبور 14: 3)**

**" ہم سب بھیڑوں کی مانِند بھٹک گئے ۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پِھرا پر خُداوند نے ہم سب کی بدکرداری اُس پر لادی۔" (یسعیاہ 53: 6)**

یہ شاگرد کتابِ مقدس کی روشنی میں کسی کو بھی جلدی بے گناہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور رسولوں کی گواہی اس لئے بھی معتبر ہے کیونکہ یہ بالواسطہ ہے۔ وہ یہ بیان کرنے کی کوشش نہیں کرتے کہ آپ بے گناہ تھے وہ یہ ذکر محض اس لئے کرتے ہیں جب وہ کسی دوسرے موضوع پر بات کررہے ہوتے تو اس کا بھی حوالہ دے دیتے تھے کہ خداوند یسوع مسیح کی ذات میں کوئی گناہ نہیں پایا گیا وہ لا خطا ہیں۔

**" بلکہ ایک بے عَیب اور بے داغ برّے یعنی مسِیح کے بیش قِیمت خُون سے۔" (1پطرس 1: 19)**

**" نہ اُس نے گُناہ کِیا اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نِکلی۔" (1 پطرس 2: 22)**

یوحنا رسول نے صاف صاف بیان دیا کہ سب گنہگار ہیں، اور اگر ہم کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو نہ صرف خود کو بلکہ خدا تعالیٰ کو بھی جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔

**" اگر ہم کہیں کہ ہم بے گُناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سَچّائی نہِیں۔اگر اپنے گُناہوں کا اِقرار کریں تو وہ ہمارے گُناہوں کے مُعاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سَچّا اور عادِل ہے۔اگر کہیں کہ ہم نے گُناہ نہِیں کِیا تو اُسے جھُوٹا ٹھہراتے ہیں اور اُس کا کلام ہم میں نہِیں ہے۔" (1 یوحنا 1: 8-10)**

1. خداوند یسوع مسیح کے دشمنوں کا آپ کے متعلق نظریہ

جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے دشمن آپ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے تو اس سے ہمارے اپنے خیالات کو کافی تقویت ملتی ہے۔ وہ یقیناً آپ کے طرف دار نہیں تھے۔ ہم انجیل مقدس میں پڑھتے ہیں کہ وہ

**" اور فقِیہ اور فرِیسی اُسی کی تاک میں تھے کہ آیا سَبت کے دِن اچھّا کرتا ہے یا نہِیں تاکہ اُس پر اِلزام لگانے کا موقع پائیں۔" (لوقا 6: 7)**

یہ ایک عام بات ہے کہ جب کوئی مباحثہ دلائل سے سے نہیں جیتا جا سکتا تو مخالفین ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے لگتے ہیں، اور یہاں تک کہ کلیسیاء کی تاریخ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ جب خداوند یسوع مسیح کے مخالفین نے یہ محسوس کیا کہ وہ آپ پر دلائل سے غالب نہیں آ سکتے تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ یہی کچھ کیا۔

انہوں نے آپ پر مشترکہ اصلاح کاری سے چار الزام لگائے۔

1. کفر بکنے کا الزام

خداوند یسوع مسیح کے مکالفین نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ نے کفر بکا ہے جب آپ نے مفلوج کو کہا کہ بیٹا تیرے گناہ معاف ہوئے تو اس پر فقیہہ اپنے دل میں کہنے لگے کہ اس کو کیوں کر اختیار ہے کہ گناہ معاف کرے۔ مگر خداوند یسوع مسیح تو قدرت کے مالک ہیں اس لئے انہوں نے اپنے الٰہی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اسے کہا کہ تیرے گنا ہ معاف ہوئے اور پھر اسی طرح جب خداوند یسوع مسیح نے کہا کہ " مَیں تُجھ سے کہتا ہُوں اُٹھ اپنی چارپائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا" اور وہ اسی وقت اپنی چارپائی اٹھا کر چلاگیا۔ (مرقس 2: 1-12)

1. گنہگاروں سے ملتے جلتے ہیں

خداوند یسوع مسیح گنہگاروں سے ملتے جلتے ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ اور طوائفوں کو بھی نجات کا پیغام دیتے تھے۔ لیکن کوئی مذہبی لیڈر ، فریسی (کٹر یہودی) اس طرح کے حسنِ سلوک کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اس طرح کے لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ (لوقا 7: 36-50)

1. مذہب کی پابند ی نہیں کرتے

آپ مذہبی رسموں کی پابندی نہیں کرتے جیسے وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگرد اور فریسی روزے رکھتےتھے مگر آپ کے شاگرد روزے نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے خداوند یسوع مسیح کو کہا کہ "دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی" (لوقا 7: 34)

1. سبت کے حکم کوتوڑا

خداوند یسوع مسیح سبت کے دن بیماروں کو شفاء دیتے ۔ ایک دفعہ خداوند یسوع مسیح کے شاگرد کھیتوں میں سے گزرتے ہوئے گندم کی بالوں کو کھانے لگے جس پر فقیہوں اور فریسیوں نے اعتراض کیا کہ آپ سبت کا احترام نہیں کرتے۔ (متی 12: 1-14) وہ یہ نہیں کہہ سکے کہ خداوند یسوع مسیح بھی روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ انہوں نے یہ الزام لگایا کہ تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے۔

1. جو کچھ ہم خداوند یسوع مسیح کو سمجھتے ہیں

یسوع مسیح کی پاکیزہ زندگی کو جاننے کے لئے ہم خود بھی کلام حق میں سے حوالہ جات کو دیکھ سکتے ہیں کہ اس کے متعلق پیشنگوئی کی گئی اور پھر وہ مسیح یسوع کی پیدائش پر پوری ہوئیں اور پھر اس نے ہماری نجات کا کام مکمل کیا۔

یسوع مسیح ہمارا نجات دہندہ ہے۔ خُداوند یسوع مسیح کے علاوہ گُناہ ہر انسان کی مُشکل ہے۔ خُدا نے اپنی اعلیٰ حاکمیت اور بصیرت میں ایک منصوبہ ترتیب دِیا تھا۔ جِس کے تحت ایک شخص نجات پاسکتا تھا۔ اِس منصوبے کی قیمت تھی! یسوع مسیح نے وُہ قیمت ادا کرنے سے خُدا باپ کی راستبازی اور اِنصاف کے تقاضے کو پُورا کِیا یہ گُناہ کی قیمت تھی۔

انسان کو دعوت دی گئی ہے کہ خُداوند یسوع پر ایمان لانے سے وُہ اِس قُربانی میں شریک ہو جائے، 2کرنتھیوں 8باب:9؛

لفظ انجیل کے معنی ہیں خُوشخبری: سادہ طور سے خُوشخبری کو یُوں بیان کیا جاتا ہےکہ "صِرف یسوع ہی ایمان کے ذریعہ سے نجات دے سکتا ہے" جیسے داروغہ نے اعمال 30:16؛ میں سوال پُوچھا! اے صاحبو! مَیں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟

اور خُدا کے بندہ نے جواب دِیا۔ اعمال 31:16؛ نجات کے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وُہ ہے خُداوند یسوع پر ایمان لانا کیونکہ آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جِس کے وسیلہ سے کوئی نجات پا سکے۔

خُدا چاہتا ہے کہ کہ تمام انسان نجات پائیں۔ 1تیمتھیس 4:2؛ اور اِسی لئے خُداوند یسوع نے تمام دُنیا کے گُناہوں کی قیمت ادا کی۔ کسی شخص کے نجات پانے کے لئے ، اُس شخص کو خُداوند یسوع مسیح کے بارے میں یہ تسلیم کرنا لازمی ہے کہ خُداوند یسوع مسیح ہی خُدا ہے۔ جو انسان بنا۔ یُوحنا1:1؛ اور پھِر وہی کلام ہماری زندگیوں کو بچانے کے لئے مُجسم ہُوا۔یُوحنا 14:1؛ اور ہم نے نجات یسوع پر ایمان لانے سے حاصل کی ہے جو ہماری خاطر مُجسم ہُوا۔

اِفسیوں2: 9-8؛ اور اَب ہم نے نجات پانے کےلئے اچھے کام نہیں کرنے بلکہ نجات پا چُکنے کے نتیجہ میں اچھے کام کرنے ہیں ۔کیونکہ پہلے ہم اپنے گُناہوں کے کفارہ کے لئے (اچھے کام) قُربانی گُزرانتے تھے۔

یُوحنا17:1؛ ہماری خاطر یسوع نے صلیب پر جان دی اور ہمیں خُد اکا فضل حاصل ہُوا ہمیں اُس کی رفاقت اورمُحبت میں رہنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں۔

یُوحنا 36:3؛ اگر ہم خُدا کے غضب سے بچنا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ یسوع کے نام پر ایمان لائیں۔

سوال نمبر 3: یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے چار نظریات پیش کریں؟

جواب: خداوند یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا۔ خداوند یسوع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں کیونکہ آپ ایک لاثانی شخصیت ہیں۔

1. عورتوں کی بھول کا نظریہ

ایک نظریہ یہ ہے کہ عورتیں غلط قبر پر گئیں، کیونکہ اس وقت اندھیرا تھااور ان کی آنکھیں غم کےمارے بوجھل تھیں، لہٰذا ان کا غلطی کرنا آسان تھا۔ سطحی طور پر تو یہ ممکن نظر آتا ہے، لیکن حقیقتاً ایسا نہ تھا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مکمل اندھیرا نہیں تھا بلکہ صبح صادق تھی۔ بے شک یوحنا رسول یہ بتاتے ہیں کہ عورتیں "ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئیں" (یوحنا 20: 1) لیکن دیگر شاگرد اسے قدرے وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ متی رسول فرماتے ہیں "اور سَبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دِن پَو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دُوسری مریم قَبر کو دیکھنے آئِیں۔" (متی 28: 1)

بزرگ لوقا بیان کرتے ہیں "سبت کے دِن تو اُنہوں نے حُکم کے مُطابِق آرام کِیا۔ لیکِن ہفتہ کے پہلے دِن وہ صُبح سویرے ہی اُن خُوشبُودار چِیزوں کو جو تیّار کی تھِیں لے کر قَبر پر آئیں۔" (لوقا 24: 1)

مرقس رسول بیان کرتے ہیں کہ "وہ ہفتہ کے پہلے دِن بہُت سویرے جب سُورج نِکلا ہی تھا قَبر پر آئیں۔" (مرقس 16: 2)

مزید یہ بھی کہ کہ وہ عورتیں بے وقوف نہیں تھیں۔ ان میں سے دو نے دیکھا تھا کہ خداوند یسوع مسیح کے خفیہ شاگرد نیکدیمس اور یوسف نے آپ کی لاش کو کہاں رکھا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے قبر کے سامنے بیٹھ کر خداوند یسوع مسیح کے دفن کرنے کا سارا طریقہ بھی دیکھا تھا۔ یہی دو عورتیں مریم مگدلینی اور خداوند یسوع مسیح کی والدہ مقدسہ مریم) سلومی، یوآنہ اور دوسری عورتوں کو لے کر صبح سویرے قبر پر گئی تھیں، اس لئے اگر ایک راستہ بھول بھی جاتی تو دوسری اس کی رہنمائی کر سکتی تھی۔ اور اگر مریم مگدلینی پہلی مرتبہ غلط قبر پر گئی تھی تو دوسری مرتبہ جب وہ دن چڑھے لوٹ کر باغ میں گئی اور وہاں ٹھہری رہی جب تک خداوند یسوع مسیح سے ملاقات نہ ہوئی تو پھر یہ غلطی اس سے نہیں ہو سکتی تھی۔

اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ وہ وہاں ماتم کرنے کے لئے نہیں گئی تھیں بلکہ خداوند یسوع مسیح کی لاش پر ملنے کے لئے خوشبودار چیزیں لے کر گئی تھیں۔ کیونکہ سبت کے آغاز کے باعث لاش پر خوشبو لگانے کا کام ادھورا رہ گیا تھا۔

یہ وفادار اور باشعور عورتیں ایسی نہیں تھیں جو آسانی سے دھوکا کھا جاتیں یا جس کام کے لئے گئی تھیں وہ نہ کرتیں۔ اور اگر ان سے غلطی ہوئی بھی تو کیا پطرس اور یوحنا رسول سے بھی وہی غلطی ہوئی کہ ان عورتوں کے بتانے کے مطابق ان کے بیان کی تصدیق کرنے کے لئے قبر پر گئے تھے؟

اور جو لوگ بعد میں آئے جن میں نیکُدیمس اور یوسف بھی شامل تھے کیا وہ بھی اسی غلطی کا مرتکب بنے؟ بالکل نہیں ! وہ صحیح جگہ پر پہنچے جہاں پر خداوند یسوع مسیح کو دفنایا گیا تھا، خداوند یسوع مسیح فی الحقیقت جی اُٹھے ہیں۔

1. خداوند یسوع مسیح کا قبر میں بے ہوش ہونے کا نظریہ

وہ لوگ جو اس نظریے کے قائل ہیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح صلیب پر مرے نہیں بلکہ بے ہوش ہوئے تھے۔ اور پھر جب آپ کو قبر میں رکھا گیا تو ہوش آگیا اور اس میں سے نکل کر آپ اپنے شاگردوں کے پاس گئے۔

یہ نظریہ سراسر گمراہ کرنے والا ہے اور مسیح کی شہادت اس کی قطعی نفی کرتی ہے۔ رومی گورنر پیلاطس خداوند یسوع مسیح کے اتنی جلد ی انتقال کرنے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا تھا، لیکن صوبے دار کے یقین دلانے پر کہ خداوند یسوع مسیح واقعی مر چکے ہیں اس نے یوسف کو صلیب پر سے آپ کی لاش اتارنے کی اجازت دے دی۔ صوبے دار کو کامل یقین تھا کیونکہ وہ خود وہاں موجود تھا جب کہ "مگر اُن میں سے ایک سِپاہی نے بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فِی الفَور اُس سے خُون اور پانی بہہ نِکلا۔" (یوحنا 19: 34)

لہٰذا یوسف اور نیکدیمس نے خداوند یسوع مسیح کی لاش کو صلیب پر سے اتارا اور کفن میں لپیٹ کر یوسف کی نئی قبر میں رکھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی مسّلہ ہے کہ کیا ہم یہ یقین کرسکتےہیں کہ خداوند یسوع مسیح تین دن تک قبر میں بے ہوش رہے؟

کیا مقدمے کی بھاگ دوڑ اور اذیت ، ٹھٹھا بازی، کورے کھانے اور صلیب کی اذیت اور سختی سہنے کے بعد ، آپ قبر کی تپش میں کھانے پینے اور جسمانی ضروریات کے بغیر چھتیس گھنٹے تک زندہ رہ سکتے تھے؟ پھر کیا آپ اس وزنی پتھر کو جسے اکیلا آدمی ہلا بھی نہیں سکتا تھا، پہرے داروں کو خبردار کئے بغیر ہٹا سکتے تھے؟

اور کیا خداوند یسوع مسیح بھوکے، کمزور اور بیمار نظر آتے ہوئے اپنے شاگردوں کو یہ یقین دلا سکتے تھے کہ آپ موت پر غالب آئے ہیں؟ ان حالات میں کیا آپ اپنے شاگردوں سے وعدہ کرسکتے تھے کہ "دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں؟" (متی 28: 20)۔

کیا آپ چالیس دن تک چھپے رہے اور کبھی کبھار نظر آتے رہے اور پھر اچانک غائب ہوگئے؟ ان سب باتوں کو تسلیم کرنے سے مراد یہی ہے کہ حقیقت سے چشم پوشی (سچائی سے انکار کرنا) کرنے کے مترادف ہے۔

1. شاگرد خداوند یسوع مسیح کی لاش چرا کر لے گئے

متی رسول ہمیں بتاتے ہیں کہ یہودیوں نے یہ افواہ پہلے ہی دن سے پھیلا دی تھی کہ آپ کے شاگرد لاش چرا لیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رومی گورنر پیلاطس کے یوسف کو یسوع مسیح کی لاش اٹھا لے جانے کی اجازت دینے کے فوراً بعد سردار کاہن اور فریسی اس کے پاس آکر کہنے لگے،

"خُداوند ہمیں یاد ہے کہ اُس دھوکے باز نے جِیتے جی کہا تھا مَیں تین دِن کے بعد جی اُٹھُوں گا۔

پَس حُکم دے کہ تِیسرے دِن تک قَبر کی نِگہابانی کی جائے۔ کہِیں اَیسا نہ ہو کہ اُس کے شاگِرد آ کر اُسے چُرا لے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور یہ پِچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو۔

پِیلاطُس نے اُن سے کہا تُمہارے پاس پہرے والے ہیں۔ جاؤ جہاں تک تُم سے ہوسکے اُس کی نِگہابانی کرو۔
پَس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھّر پر مُہر کر کے قَبر کی نِگہابانی کی۔" (متی 27: 63-66)

بزرگ متی بیان کرتے ہیں کہ قبر کے منہ پر بھاری پتھر، مُہر اور پہرے دار خداوند یسوع مسیح کو زندہ ہونے سے نہ روک سکے ۔ پہرے داروں نے شہر میں جا کر سردار کاہنوں کو بتایا کہ خداوند یسوع مسیح زندہ ہو چکے ہیں۔ پس انہوں نے مشورہ کرنے کے بعد سپاہیوں کو رشوت دے کر کہا کہ!

 "اور اُنہوں نے بُزُرگوں کے ساتھ جمع ہوکرمَشوَرَہ کِیا اور سپاہِیوں کو بہُت سے رُوپِیہ دے کر کہا۔

یہ کہہ دینا کہ رات کو جب ہم سو رہے تھے تو اُس کے شاگِرد آ کر اُسے چُرا لے گئے۔

اور اگر یہ بات حاکِم کے کان تک پُہنچی تو ہم اُسے سَمَجھا کر تُم کو خطرہ سے بَچالیں گے۔

پَس اُنہوں نے رُوپِیہ لے کر جَیسا سِکھایا گیا تھا وَیسا ہی کِیا اور یہ بات آج تک یہُودِیوں میں مشہُور ہے۔"متی 28: 12-15)

لاش چرانے کا نظریہ بالکل غلط ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ پہرے دار خواہ یہودی ہوں یا رومی ، اپنی ڈیوٹی کے وقت سو جائیں؟ اور اگر وہ جاگتے تھے تو عورتیں کس طرح ان کی موجودگی میں پتھر کو قبر کے منہ سے لڑھکا کر لاش نکال کر لے گئیں؟

اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ شاگرد لاش چرا کر لے گئے تو بھی یہاں ایک نفسیاتی سوال پیدا ہوتا ہے ۔ انجیل مقدس کی کتاب "اعمال" میں مرقوم ہے کہ شاگرد اپنی تبلیغ میں خداوند یسوع مسیح کے جی اٹھنے پر زور دیتے رہے۔ وہ یہودیوں کو برملا کہتے تھے کہ "تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب کروا کر مارا ڈالا۔ لیک خدانے موت کے بند کھول کر اسے جلایا۔۔۔ جس کے ہم سب گواہ ہیں" (اعمال 2: 23، 24، 32)۔

کیا یہ بات قابل یقین ہے کہ شاگرد دیدہ و دانستہ اس جھوٹ کی تبلیغ کرتے رہے؟ اگر انہوں نے خود ہی خداوند یسوع مسیح کی لاش چرائی تھی تو ان کا آپ کے جی اٹھنے کی منادی کرنا ارادتاً جھوٹ پھیلانے کے مترادف تھا۔ حواریوں نے نہ صرف اس کی منادی ہی کی بلکہ اس کی خاطر دکھ بھی اٹھاتے رہے۔ وہ قید میں ڈالے جانے ، یہاں تک کہ موت کے لئے بھی تیار تھے۔ وہ اس بات میں بڑے سنجیدہ تھے۔ آپ انہں فریب خوردہ تو کہہ سکتے ہیں، لیکن دھوکے باز نہیں۔ ریاکاروں اور شہیدوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

1. خداوند یسوع مسیح کی لاش رومی یا یہودی حاکم لے گئے

خداوند یسوع مسیح کی لاش کے بارے میں آخری نظریہ یہ ہے کہ اسے رومی یا یہودی حاکموں نے غائب کر دیا۔ بے شک لاش غائب کرنے میں ان کا خاص مقصد تھا ۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنے جی اٹھنے کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ اس بات سے ڈرتے تھے، اس لئے انہوں نے احتیاطاً آپ کی لاش کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

لیکن جب ہم اس دعوے کو بھی پرکھتے ہیں تو یہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی قیامت کے چند دنوں بعد شاگرد بڑی دلیری سے یہ منادی کرنے لگے تھے کہ آپ جی اٹھے ہیں۔ یہ خبر بڑی تیزی سے تمام ملک میں پھیل گئی۔ خطرہ تھا کہ یہ نئی مسیحی تحریک کہیں یہودی مذہب کو تباہ اور یروشلیم میں امن اور امان کو تہہ و بالا نہ کردے۔ لہٰذا رومی اور یہودی حاکموں کے سامنے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس لاش کو پیش کر کے حواریوں کے دعوے کو جھٹلا دیتے۔

اس کے برعکس وہ خاموش تھے اور رعب اور تشدد سے شاگردوں کا منہ بند کرنا چاہا۔ انہوں نے شاگردوں کو ڈرایا دھمکایا، گرفتار کیا، کوڑے مارے، قید میں ڈالا اور قتل کیا۔

اگر ان کے پاس خداوند یسوع مسیح کی لاش ہوتی تو اس کی قطعاً ضرورت نہ پڑتی ۔ اگر وہ قیامت المسیح کو غلط ثابت کردیتے تو کلیسیاء جو خداوند یسوع مسیح کے جی اٹھنے کی بنیاد پر قائم ہوئی تھی خود بخود ختم ہوجاتی۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکتے کیونکہ لاش ان کے قبضے میں نہ تھی۔ جس طرح شاگردوں کی گواہی خداوند یسوع مسیح کے جی اٹھنے کو ثابت کرتی ہے اسی طرح حاکموں کی خاموشی بھی ایک ثبوت ہے۔

یہ ہیں وہ نظریات جو آدمیوں نے خداوند یسوع مسیح کی خالی قبر اور لاش کے غائب ہوجانے کے متعلق گھڑ رکھے ہیں، لیکن ان میں سے ایک بھی تسلی بخش نہیں۔ ان کے برعکس انجیلِ جلیل میں خداوند یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ سادہ فہم اور قابل اعتبار ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی لاش انسانوں نے غائب نہیں کی تھی بلکہ خداتعالیٰ نے آپ کو دوبارہ زندہ کیا تھا۔

سوال نمبر 4: گناہ کی حقیقت، نوعیت اور گناہ کے نتائج تفصیل سے بیان کریں؟

گناہ کی حقیقت اور نوعیت :

گناہ خداوند یسوع مسیح کے علاوہ دنیا کے ہر انسان کا مسئلہ ہے۔

تاریخ انسانی پر نگاہ دوڑائی جائے تو ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ ہر جگہ گڑبڑی اور فساد ہے۔ انسان نے جب بھی اپنے دل کو ٹٹولا ہے یا اپنے ساتھی انسانوں کے کردار پر نظر کی ہے تو گناہ کے وجود کا اقرار کیا ہے۔ گناہ کی کارفرمائی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ گناہ نہ صرف شرمناک رویے کا نام ہے بلکہ یہ خداتعالیٰ سے دوری اختیار کرنے کا بھی نام ہے۔ نفسانی انسان کے بس میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ گناہ کی زبردست قوت اور زندگی میں اس کے سخت اثرات کا اندازہ لگا سکے۔ ایک ایماندار کے پاس خدا کی شریعت ہوتی ہے جو اس کی تربیت اور ہدایت کرتی ہے اور اسے مسیحِ مصلوب تک پہنچا دیتی ہے۔ مسیح نے انسان کو خدا کا فضل بخشا اور انسان گناہ کی حقیقت اور اس کے اثراتِ بد کو پہچاننا شروع کردیتا ہے کہ گناہ میں دلچسپی لینا انسان کو بگاڑنے اور اس کی ذلالت کا باعث بنتی ہے۔ اس وقت اسے الٰہی فضل اور اپنی راستبازی کے لئے مسیح کے بہائے ہوئے خون کے کفارے کا شدید احساس ہوتا ہے۔

گناہ شرع کی مخالفت ہے ۔ "جو کوئی گُناہ کرتا ہے وہ شرع کی مُخالفت کرتا ہے اور گُناہ شرع کی مُخالفت ہی ہے۔" (1 یوحنا 3: 4)

گناہ مقررہ حد سےتجاوز کرنے کا نام ہے۔

1. دنیا میں آمد گناہ

جیسے انجیلِ مقدس میں لکھا ہے کہ : "پَس جِس طرح ایک آدمِی کے سبب سے گُناہ دُنیا میں آیا اور گُناہ کے سبب سے مَوت آئی اور یُوں مَوت سب آدمِیوں میں پھَیل گئی اِس لِئے کہ سب نے گُناہ کِیا۔" (رومیوں 5: 12)

یہاں ایک آدمی کی طرف اشارہ ملتا ہے ہمارے جدامجد آدم کی طرف، کیونکہ خدا آدم اور حوا کو ایک جوڑے کے طور پر دیکھتا ہے۔ "نر اور ناری اُنکو پیدا کیا اور اُنکو برکت دی اور جس روز وہ خلق ہوءے اُنکا نام آدمؔ رکھا ۔" (پیدائش 5: 2)

مصنف نے آدم ابو البشر کے گناہ کو ہر شخص کے گناہ کا سبب مانا ہے۔ مصنف اس آزمائش کا ذکر نہیں کرتا جو ابلیس نے کی اور نہ ہی حوا کی نافرمانی کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ آدم تمام انسانوں کا نمائندہ ہے۔

سچائی یہ ہے کہ گناہ انسان کی جبلت میں واقع ہے۔ ایک بگڑا ہوا ماحول گناہ کو پھلنے پھولنے کا موقع تو فراہم کرتا ہے لیکن انسان سرشت و طبیعت اور اس کا دل گنہگار ہے۔

1. گناہ ایک وراثتی امر ہے

کوئی بھی جاندار اپنی نوع سے الگ نہیں ہوتا! کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ ایک بیل نے بھیڑ پیدا کی ہو، یا جیسا کہ خود خداوند یسوع مسیح نے فرمایا۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں (ریگستان میں پیدا ہونے والا ایک کٹیلا پودا) سے انجیر توڑتے ہیں؟ یہی قانونِ فطرت انسان پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ آدم یعنی انسان اول نے چونکہ اپنے عصیاں و سرکشی کی وجہ سے خدا کی عطا کی ہوئی حیات طیبہ مستقیمہ کو مسخ کر دیا، بد نما بنا دیا اور سزا اور نتیجہ کے طور پر پراگندہ ہوئے۔ باغ عدن سے باہر نکال دیا گیا اور ایک ایسی زمین کو اس کا ٹھکانا بنا دیا جو خود اس کی وجہ سے لعنتی ہوئی۔ اسی زمین پر انہوں نے اولاد پیدا کی جنہیں جنت کی پاکی کا کوئی علم و تجربہ نہ تھا۔ اس حالت زار کی تصویر کشی داؤد نبی نے یوں کی ہے۔ "دیکھ! میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔" (زبور 51: 5)

اور پولس رسول یوں بیان کرتے ہیں: "کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ کوئی سمجھ دار نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے بن گئے۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں۔ ایک بھی نہیں۔" (رومیوں 3: 10-12)

وراثتی گناہ اور سقوط و ہبُوطِ آدم کے بارے میں کتاب مقدس کی تعلیم کی آگسٹین نےکچھ اس طرح سے وضاحت کی ہے:

1. انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی صورت و شبییہ پر خلق کیا یعنی علم و معرفت ، نیکی و پاکبازی کی سیرت عطا کی اور اسے زندہ و جاوید ہستی کے طور پر پیداکیا، مخلوقات کا حاکم و مختار بنایا۔ اس نے آدم کو خیرو شر کی تمیز بخشی اور اسے اخلاقی طبیعت و مزاج و دیعت کیا۔
2. آدم کو اپنا راستہ چننے کی اجادت دی گئی ۔ جب ابلیس نے اس کی آزمائش کی تو اس نے خدا کی مرضی کے خلاف خود اپنی راہ اپنائی اور گناہ کا اِرتکاب کیا۔ یوں وہ اس مقدس و پاک حالت کو کھو بیٹھا جس کے لئے وہ بنایا گیا تھا۔
3. اس نافرمانی کے نتیجے میں وہ الٰہی سیرت و شباہت جو انہیں عطا کی گئی تھی، گناہ آلود ہونے کی وجہ سے مسخ ہوگئی۔ اور روحانی طور پر مردہ ہونے کی وجہ سے وہ نیک کام کرنے کے قابل نہ رہا۔ جسمانی طور پر بھی موت نے تسلط جمالیا۔ اور اب وہ اس دنیا کی تمام بدی اور ابدی ہلاکت کا شکار ہے۔
4. آدم اور ان کی نسل و ذریت میں ایک طرح کا نیا بتی رشتہ ہے۔ و گناہ آدم نے کیا وہ ان کی نسل میں بھی ہے۔ وہ گناہ میں پیدا ہوتے ہیں، ان میں خدا کی شبیہ بگڑ گئی ہے، اور اخلاقی طور پر خرابی آگئی ہے۔
5. یہ ذاتی اور موروثی فساد کی فطرت ہے کو کہ یہ عمل میں گناہ نہیں ہے۔
6. آدم کے گناہ کا نتیجہ اصل راستبازی کے کھودینے اور فطرت کے بگاڑ کی صورت میں نکلا اور یہ گناہ اول کی سزا ہے۔
7. نئی زندگی اور تخلیق نو روح القدس کا زبردست کام ہے۔ اس میں نفسِ انسانی بطور مفعول کے ہوتا ہے (اس کی فائل کی حیثیت نہیں ہوتی)۔ یہ مطلقاً خدا کے ارادہ سے متعلق ہے۔ اسی لئے نجات یا مخلصی فقط خدا تعالیٰ کے فضل پر ہی موقوف ہے اسر اسی کا عمل ہے
8. انسان پر گناہ کا اثر

ایک انگریز سائنسدان ہکسلی نے کہا ہے کہ انسانی ترقی کے لئے انسانی نفس کو جو تربیت و مشق کرنی پڑتا ہے، اس سے زیادہ سخت اور محنت طلب تربیت اور مشق میں نے اور کوئی نہیں دیکھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ انسان ہمیشہ سے ایک ایسے اثر کا غلام بنا دیا گیا ہے جو اس پر بری طرح سے قابض ہے۔ وہ کچھ ایسے دوافع کا شکار ہے جو اسے کشاں کشاں تباہی کی طرف کھینچے لئے جارہے ہیں۔ پھر وہ کچھ ایسے نہ ختم ہونے والے اوہام کے شکنجہ میں پھنس کر رہ جاتا ہے جو اسے بالآخر بڑی ذہنی اذیت دیتے اور پریشانیوں میں ڈال دیتے ہیں اور اس کا جسم غم و فکر کے ازیاد سے گھُل گھُل کر فنا ہوجاتا ہے۔ ہزاروں سال سے انسان اس طرح کی جنگ و جدل میں پھنسا ہے، خود بھی اور اپنے ہم جنسوں کو بھی کبھی ایذاد دیتا ہے اور پھر ان پر ماتم کرتا ہے اور ان کی قبریں بنا دیتا ہے۔کیا اب بھی کسی کو اس سے زیادہ چیختی ہوئی شہادتیں درکار ہیں جو اسے گناہوں کے اثراتِ بد کا احساس دلانے والی بنیں؟ کیا ایک فرد کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ اپنے دل ہی کی گہرائیوں میں جھانکے، اپنے ہی میلانات و رُحجانات کو دیکھے۔ اسے وہاں بھی گناہ کا بسیرا نظر آئے گا۔ تمام انسانوں میں اس حقیقت کا ادراک کرنے کے لئے ہمیں صرف انسانی معاشرے پر نگاہ دوڑانے کی ضرورت ہے۔ "احمق نے اپنے دل میں کہا کہ کوئی خدا نہیں۔ وہ بگڑ گئے۔ انہوں نے نفرت انگیز کام کئے ہیں۔ کوئی نیکو کار نہیں۔" (زبور 14: 1)

اسی طرح یسعیاہ نبی فرماتے ہیں کہ : "ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ۔ ہم میں ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔۔۔" (یسعیاہ 53: 6) وہ صورت و شبیہ جو آدم گناہ میں گرنے سے پہلے رکھتا تھا وہ ہم سب میں بگاڑ کا شکار ہے۔ گناہ کا وجود اور اس کی کارفرمائی تو ہر شخص کی زندگی میں ایک ایسا امر ہے کہ نہ تو جس سے کوئی چشم پوشی کر سکتا ہے اور نہ غفلت ۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ بشری مزاج و طبیعت کا فاسد ہونا اظہر من الشمس ہے۔ انسان کی بے بسی اور شکست پر شکست دیکھنا ہوتو دیکھئے کہ اپنی انتہائی دلی خواہش کے باوجود اخلاقی قوانی کی پابندی کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ایسا کرنے کے لئے خدا کے روح کی تائید و مدد کی ضرورت ہے۔ آج کا انسان اس حقیقی نیکی و راستبازی کے لحاظ سے کتنا کھوکھلا ہے جو انسان کو اس کے ہبوط سے پہلے حاصل تھی۔

1. گناہ کی مزدوری

جیسا کہ کلامِ خداوند میں حکم ہے کہ خدانے آدم کو حکم دیا: "تو باغ کےہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تونے اس میں سے کھایا تو مرا۔" (پیدائش 2: 17)

اسی طرح خدا کے نبی حزقی ایل فرماتے ہیں: "جو جان گناہ کرتی ہے وہی مریگی۔"(حزقی ایل 18: 29)

"گناہ کی مزدوری مو ت ہے۔" (رومیوں 6:23)

آدم ا ور حوا جب حکم خداوندی کی نافرمانی کے گناہ میں گرے تو وہ روحانی طور پر مر گئے۔ خداوند سے ان کی گہری قربت اور نزدیکی جدائی میں بدل گئی۔ ہمہ وقت خدا کی حضوری میں رہنے کی تمنا بھی بُجھ گئی اور اپنے تئیں جنت کے درختوں کے درمیان چھُپنے کی جگہ ڈھونڈنے لگے (پیدائش 3: 8)۔ انہیں اپنے بدن میں ناتوانی کا احساس بھی ہونے لگا۔ اب رہ رہ کر انہیں رب ِ کائنات کی تنبیہ یاد آنے لگی کہ "جس روز تُونے اُس میں سے کھایا تُوا مرا۔"

در حقیقت یہ بات معمولی نہیں بلکہ خبردار اور چوکنا ہوجانے کی بات تھی۔ گناہ کا نتیجہ سامنے آ چُکا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آدم و حوا کی جنت والی حیثیت اُن کے گناہ کے سبب بالکل ضائع ہو چکی تھی؟ کیا سارے کا سارا کام و استحقاق وہ اب کھو بیٹھے تھے؟ کیا اب اُن کی بحالی کی کوئی صورت اور اُمید بالکل مُنقطع ہوچکی تھی؟ کیا اب پھر سے جنت الفردوس کی طرف لوٹنا ناممکن ہوچکا تھا؟

نہیں بالکل نہیں!

کیونکہ خداوند تعالیٰ محبت ہے اور اس کی محبت رحمتوں سے معمور بھرپور ہے، اور اس کے پاس معافی ، بخشش اور مغفرت ہے۔ یوں اس کی محبت نے شفقت کا اظہار کیا، وہ کسی گناہگار کی موت سے خوش نہیں ہے۔ اس خدائے محبت نے یسوع مسیح کی شخصیت میں جوکہ کلمتہ اللہ ہیں ظاہر ہو کر ایک مُنجی اور فدیہ دینے والے فادی کی حیثیت اختیار کرلی۔ خدا کی محبت نے پہلا کرم یہ کیا کہ اُس نے سب سے پہلے آدم و حوا کی ستر پوشی کی اور اُن کے عیوب برہنگی کو ڈھانکا (پیدائش 3: 20)۔

اِس طرح سے خداوند خدا نے نجات انسانی کے لئے کفارہ کے عہد کے اصول کی ابتدا کی۔

**گناہ کے نتائج**

1. خدا تعالیٰ سے جدائی

غالباً گناہ کا سب سے ہولناک نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں خدا تعالیٰ سے جدا کر دیتا ہے۔ انسان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو جانے اور اس سے شخصی تعلق رکھے۔ چونکہ انسان خدا کی صورت پر خلق ہوا ا لئے وہ (انسان) اسے جان سکتا ہے۔ لیکن خدائے برحق جسے ہمیں جاننا چاہئے ایک قطعی راست اور کامل ہستی ہے۔ وہ سراسر پاک ہے۔ بائبل مقدس اس بات پر زور دیتی ہے۔ لکھا ہے وہ "عالی اور بلند ہے اور ابدالآباد تک قائم ہے۔ جس کا نام قدوس ہے یوں فرماتا ہے کہ میں بلند اور مقدس مقام میں رہتا ہوں" (یسعیاہ 57: 15)۔

کیونکہ خداوند پاک ہے اس کی آنکھ بدی کو دیکھ نہیں سکتی اس لئے جب ہم گناہ میں گر جاتے ہیں تو خدا سے ہماری جدائی ہوجاتی ہے۔

گناہ کے سبب سے جو علیحدگی خدا سے ہوتی ہے، اس کی تعلیم نہ صرف کتابِ مقدس ہی دیتی ہے بلکہ یہ انسانی تجربے سے بھی ثابت ہوتی ہے ۔ مجھے اپنے لڑکپن کی پریشانی اب تک یاد ہے۔ میں نے دعا میں خداوند کی حضوری کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں یہ نہ سمجھ سکا کہ کیوں خدا دُھند میں چھپا ہوا ہے اور میں اس کے نزدیک نہ جا سکا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے بہت دور ہے۔ اب میں اس کی وجہ جان گیا ہوں۔ یسعیاہ نبی نے اس کا جواب یوں دیا ہے، "دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہوگیا کہ بچا نہ سکے اور اس کا کان بھاری نہیں کہ سن نہ سکے۔ بلکہ تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے اور تمہارے گناہوں نے اسے تم سے روپوش کیا ایسا کہ وہ نہیں سنتا" یسعیاہ 59: 1-2)

جیسا کہ نوحہ کی کتاب میں مرقوم ہے ویسے ہی ہم پر بھی یہ کہنے کی آزمائش آسکتی ہے کہ "تُو بادلوں میں مستُور ہوا تاکہ ہماری دعا تجھ تک نہ پہنچے" (نوحہ 3: 44)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا بادلوں میں چھپنے کا ذمہ دار نہیں بلکہ ہم خود ہیں۔ ہمارے گناہوں نے اُس کے چہرے کو ہم سے اوجھل کر دیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے مجھے بتایا کہ انہیں بھی ایسا ہی تجربہ ہوا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کسی خطرے کے موقعے پر یا خوشی کے وقت یا کسی آزمائش کے دوران تو بے شک خدا اُن کے نزدیک ہوتا ہے، لیکن عام طور پر وہ خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ یہ صرف احساس ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جب تک ہمارے گناہ معاف نہ ہوگئے ہوں ہم خد اکی حضوری میں داخل نہیں ہوسکتے اور نہ اس کے ساتھ رفاقت و شراکت رکھ سکتے ہیں۔ ہم اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ ہیں۔

آج دُنیا میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اس کا سبب یہی مُردنی ہے۔ انسان کے دل میں ایک بھوک ہے جسے خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں مٹاسکتا۔ اس خلا کو صرف وہی پُر کرسکتا ہے۔ اخبارات کی سنسنی خیز خبریں ، غیر اخلاقی فلمیں، شراب نوشی اور منشیات کا استعمال اور جنسی بے راہ روی، یہ سب اس بات کا نشان ہیں کہ انسان سکونِ قلب کی تلاش میں ہے۔ ایک مسیحی ولی اللہ مقدس اوگُسطین (Augustine) کا یہ قول بالکل درست ہے کہ "اے خدا! تُونے ہمیں اپنے لئے خلق کیا ہے اور جب تک ہمارے دل تجھ میں تسلی نہیں پاتے بے چین رہیں گے۔" یہ ایک نہایت افسوس ناک حقیقت ہے کہ جس مقصد کے لئے انسان خلق ہوا وہ پورا نہیں ہورہا ہے۔

1. غلامی

گناہ نہ صرف ہمیں خدا سے جدا کرتا ہے بلکہ اپنا غلام بھی بنا لیتا ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم گناہ کے اندرونی پہلو پر غور کریں۔ گناہ، بُرے اعمال یا عادت سے بڑھ کر ہے ۔ یہ گہری اندرونی خرابی ہے ۔ جو گگناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں وہ اس نادیدنی اندرونی خرابی کا دیدنی اور ظاہری اظہار ہیں۔ خداوند یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ جس طرح پھل درخت کی سرشت کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح ہمارے اعمال ہمارے دل کی حالت کو بیان کرتے ہیں۔

"جو دل میں بھرا ہے وہی منہ پر آتا ہے" (متی 12: 34)۔

یقیناً ہم سب پر اپنی تعلیم اور معاشرے کا اچھا یا بُرا اثر پڑتا ہے، اور سیاسی اور اقتصادی نظام جس میں ہم رہتے ہیں ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لیکن خداوند یسوع مسیح نے ان کو گناہ کا ذمہ دار قرار نہیں دیا بلکہ انسانی فطرت پر جسے عام طور پر دل کہا جاتا ہے الزام لگایا۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا، " کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دِل سے بُرے خیال نِکلتے ہیں ۔ حرام کارِیاں۔چورِیاں ۔ خُون ریزِیاں ۔ زِناکارِیاں ۔ لالچ ۔ بدیاں ۔ مکّر ۔ شہوَت پرستی ۔ بدنظری ۔ بدگوئی ۔ شیخی ۔ بیوُقُوفی۔یہ سب بُری باتیں اندر سے نِکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔" (مرقس 7: 21-23)

ہم اس لئے غلامی میں آگئے ہیں کہ گناہ کے باعث ہماری فطرت بگڑ گئی۔ اس غلامی کا تعلق ہمارے بعض اعمال یا عادات سے اتنا نہیں جتنا کہ اس فطرت سے ہے جس کے یہ پھل ہیں۔ انجیل مقدس میں کئی مرتبہ ہمیں "غلام" کہا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم بُرا مناتے ہوں، لیکن یہ سچ ہے۔ جب خداوند یسوع مسیح نے فریسیوں سے کہا! "اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے اور سچائی سے واقف ہوگے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی" (یوحنا 8: 31-34) تو انہوں نے برا منایا اور جواب دیا، ہم تو ابرہام کی نسل سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے۔ تُو کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاؤ گے؟ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا، "مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے۔"

1. دوسروں کے ساتھ فساد

ہم جانتے ہیں کہ گناہ ہمارے باطن کی گہرائیوں میں گھُسا بیٹھا ہے۔ یہ انسان کی شخصیت کی تہہ میں پایا جاتا ہے۔ یہ اس کی خودی کو کنٹرول کرتا ہے۔ در حقیقت خودی ہی گناہ ہے۔ یہ بنیادی خود غرضی ہمارے ساے چال چلن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہم دوسروں کے ساتھ مساوی بنیاد پر مل جل کر رہنے کے عادی بڑی مشکل سے ہوتے ہیں۔ ہمارے رحجان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو ہم دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں یا ان سے حسد کرتے ہیں، یا احساسِ کمتری کا یا احساسِ برتری کا شکار ہیں۔ ہم بزرگ پولس کے مقولے کی بہت کم تعمیل کرتے ہیں کہ " مَیں اُس تَوفِیق کی و جہ سے جو مُجھ کو مِلی ہے تُم میں سے ہر ایک سے کہتا ہُوں کہ جَیسا سمجھنا چاہئے اُس سے زِیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے بلکہ جَیسا خُدا نے ہر ایک کو اندازہ کے مُوافِق اِیمان تقسِیم کِیا ہے اِعتدال کے ساتھ اپنے آپ کو وَیسا ہی سمجھے۔" (رومیوں 12: 3)

ہمارے گناہ کے اس اظہار کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنی مخلصی کے قائل ہوجائیں اور خداوند یسوع مسیح کی پیش کردہ نجات کو سمجھیں اور قبول کرنے کو تیار ہوں۔ ایمان ضرورت سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک ہم اپنی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے ہم مسیح پر ایمان نہیں لاسکتے۔ خداوند یسوع مسیح کا فرمان ہے کہ "یِسُو ع نے جواب میں اُن سے کہا کہ تندرُستوں کو طبِیب کی ضرُورت نہیں بلکہ بِیماروں کو۔مَیں راست بازوں کو نہیں بلکہ گُنہگاروں کو تَوبہ کے لِئے بُلانے آیا ہُوں۔" (لوقا 5: 31-32)

جب ہم اپنی بیماری کی خطرناک حالت کو پہچان لیتے ہیں تو پھر علاج کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

کتاب اسلام اور مسیحیت میں گناہ و کفارہ مصنف اسکندر جدید صفحہ 17سے 22 [www.the-good-way.com](http://www.the-good-way.com)

سوال نمبر 5: مسیح کی کلیسیاء سے متعلق دو صفحات کا مضمون لکھیں۔

جواب: Eccelesiologyیہ ایک عبرانی لفظ ہے جو دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔

**Eccelesiologyکا مطب بنا کے ہم چرچ کو پڑھنے لگے ہیں۔**

**چرچ ہے کیا؟ چرچ میں لوگوں کی خدمات کیا ہیں؟کلیسا لفظ بائبل مقدس میں کتنی بار استعمال ہُوا ہے؟**

**چرچ ہماری نظر میں**

**چرچ ایک مخصوص جگہ ہے جہاں پر لوگ اکٹھے ہو کر خُداوند کے نام کو جلال اور حمدو ثناء کرتے ہیں، آپس میں ایک دُوسرے کے لئے دُعائیں کرتے ہیں اور مزامیر گاتے ہیں۔**

**لیکن خُدا کی نظر میں چرچ کیاہے؟**

**خُدا کی نظر میں چرچ کی بنیاد وہ ہے جوخُداوند یسوع المسیح نے رکھی۔**

**متی 16: *13*** جب یِسُوع قیصرِیہ فلپّی کے علاقہ میں ایا تو اُس نے اپنے شاگِردوں سے یہ پُوچھا کہ لوگ اِبنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟ ***14*** اُنہوں نے کہا بعض یُوحنّا بپتِسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلِیاہ بعض یرمیاہ یا نبِیوں میں سے کوئی۔***15*** اُس نے اُن سے کہا مگر تُم مُجھے کیا کہتے ہو؟***16*** شمعُون پطرس نے جواب میں کہا تُو زِندہ خُدا کا بَیٹا مسِیح ہے۔***17*** یِسُوع نے جواب میں اُس سے کہا مُبارک ہے تُو شمعُون بریوناہ کِیُونکہ یہ بات گوشت اور خُون نے نہِیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تُجھ پر ظاہِر کی ہے۔***18*** اور مَیں تُجھ سے کہتا ہُوں کہ تُو پطرس ہے اور میں اِس پتھّر پراپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ ارواح کے دروازے اُس پر غالِب نہ آئیں گے۔***19*** میں آسمان کی بادشاہی کی کُنجیاں تُجھے دُوں گا اور جو کُچھ تُو زمِین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کُچھ تُو زمِین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھُولے گا۔

**جب خُداوند یسوع کے شاگرد نے رُوح القُدس سے بڑھ کر کہا کہ تُو زندہ خُدا کا بیٹا یسوع مسیح ہے۔ تب یسوع نے اپنے شاگرد شمعون پطرس سے کہا! کہ مَیں تجھ پر اپنی کلیسیا قائم کروں گا۔**

**کہتے ہیں، Peterپطرس کے نام کا مطلب ہے چھوٹا پتھر، اِنگلش میں پطرس کو**
 **بھی استعمال ہُوا ہے۔Petra بھی استعمال ہُوا ہے۔ یہ پتھروں کے لئے بھی اِستعمال ہوتا ہے۔ اور Petras سے آگےPeter
پس یسوع مسیح نے پتھروں ہی کا اِستعمال کیوں کِیا؟**

**ہم سب ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح اوًل و آخر ہے، وہ شُروع سے تھا اور ابد تک رہے گا۔**

**اگر ہم پولُس کے خطوط کا بغور مطالعہ کریں تو اِس نے بہت سے مکاشفات سے پردہ اُٹھایا اور بڑی بڑی بھید کی باتیں ہم کو سکھائیں۔**

**1کرنتھیوں10: *1*** اَے بھائِیو! مَیں تُمہارا اِس سے ناواقِف رہنا نہِیں چاہتا کہ ہمارے سب باپ دادا بادل کے نِیچے تھے اور سب کے سب سَمَندَر میں سے گُذرے۔ ***2*** اور سب ہی نے اُس بادل اور سَمَندَر میں مُوسیٰ کا بپتِسمہ لِیا۔***3*** اور سب نے ایک ہی رُوحانی خوراک کھائی۔***4*** اور سب نے ایک ہی رُوحانی پانی پِیا کِیُونکہ وہ اُس رُوحانی چٹان میں سے پانی پِیتے تھے جو اُن کے ساتھ ساتھ چلتی تھی اور وہ چٹان مسِیح تھا۔
**کہ فرعون کی قید سے سب کو خُداوند نے چھُڑایا اور سمندر سے نکال کر ، اور ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتا تھا۔ بادل کی صُورت میں اور آگ کی صُورت میں۔ اور تمام اسرائیل نے ایک ہی چٹان سے پانی پِیا اور وہ چٹان خُود مسیح تھا۔اور وہ کوئی عام چٹان نہیں تھا بلکہ وہ ایک رُوحانی چٹان ہے اور سب نے روحانی پانی پِیا۔**

**اِس حوالہ سے ہمیں ایک اور بھی سبق مِلتا ہے کہ چرچ کی بنیاد کوئی انسان نہیں اور پادری بھی نہیں، بلکہ کلیسیا کا سَر اور بنیاد خُود خُداوند یسوع المسیح ہے۔کیونکہ خُداوند یسوع مسیح خُود کو ایک رُوحانی چٹان بھی کہتے ہیں۔**

**کلیسیا سے مُراد یہ بھی ہے کہ خُدا کی چُنی ہوئی جماعت ، چرچ سے مُراد یہ ہے کہ نجات یافتہ لوگ۔**

**اعمال2: *47*** اور خُدا کی حمد کرتے اور سب لوگوں کو عِزیز تھے اور جو نِجات پاتے تھے اُن کو خُداوند ہر روز اُن میں مِلا دیتا تھا ۔

**چرچ سے مُراد ہے کہ ہر وُہ شخص جو خُداوند یسوع المسیح کو قبول کرتا ہے، کیونکہ جو نجات پاتے گئے اُن کو خُداوند نجات یافتہ لوگوں میں شامل کرتا گیا۔چرچ کے لوگ ہمیشہ نجات یافتہ ہونے چاہئیں، اور کلیسیا چُنی ہونی چاہئے اور کلیسیا اور چرچ کی بنیاد خُداوند یسوع مسیح پر ہونی چاہئے۔**

**کلیسیائی بنیادی تربیت**

متی16:28؛ ارشادِاعظم پر شاگِردوں کا کیا عمل ہُوا؟ اعما ل 1: 8-6:کیونکہ خُداوند کے رُوح کے بغیر ہم کُچھ نہیں کرسکتے ۔ شاگِرد بڑھتے گئے اور پھِر اُنہیں مسّلوں کا سامنا ہُوا۔ اعمال8: 2-1؛ ستِفنس جو خُدا کے کلام کی منادی کرتا تھا اُسے قتل کردِیا گیا کہ وُہ یسوع کے نام ک مُنادی کرتاتھا مگر کلامِ حق کو تو پھیلنا تھا اور شاگِر د جگہ بہ جگہ یسوع کے نام کا پرچار کرتے رہے اور مسیح کے نام سے توبہ کی منادی کرتے رہے۔اعمال11: 30-19؛ تو پھر دیکھو خُدا کے بندے یہودیوں سے ہٹ کر یونانیوں کو خُدا کے کلام کی بشارت دینے لگے ۔ برنباس بہت قُوت سے بھر ہُوا تھا ۔ وُہ وہی باتیں سکھا رہا تھا جو اُس نے یروشیلم میں شاگردوں سے سیکھیں ۔ یسوع نے جو کِیا اور جو کہا وُہ سب اُس نے لوگوں کو بتایا۔ یہ وہی وعدے ہیں جو خُدا نے شاگِردوں سے کِئے۔ساؤل کو تب یہ سیکھنے کی ضرورت تھی کہ کلیسیا میں کیا ہو رہا ہےاِنطاکیہ کی کلیسیا میں اِتنا کام ہورہا تھا کہ پُوری دُنیا میں اُن کی دُھوم مچی ہُوئی تھی اور اُنہیں چھوٹے مسیحی کہا جاتا تھا۔ اعمال13: 3-1؛جب خُدا کی تعلیم اُن پر عمل پَیرا ہوتی ہے توکلیسیاء روزہ رکھتی ہے مسیح کی رفاقت میں وقت گُزارتی ہےتو رُوح القُدس پھِر اُن سے بات کرتا ہے۔ اعمال19: 10-6؛ پولُس رسُول اِس بڑے شہر میں آیا اور اُس نے یہاں خِدمت شُروع کی اور پُورے دو سال اپنے شاگِردوں کو تعلیم دی۔ اُس نے پاک رُوح کی نعمتوں اور بپتسمہ کے متعلق ، اور مسیح کی عملی زندگی کے متعلق سِکھایا۔اعمال11:19؛ خاص سے مُراد وُہ معجزے جو لوگ سمجھتے تھے کہ صِرف خُداہی کر سکتا ہے ، سو خُدا اپنے بندے کو اِس کام کے لئے اِستعمال کررہا تھا کہ اُس کے نام ظاہر کرے اور پولُس لوگوں میں دلیری کے ساتھ باپ ،بیٹے اور رُوح القُدس کے نام سے توبہ کی منادی کرتا رہا۔

ہم کلیسیائی نظام کو تب ہی بہتر طریقہ سے چلا سکتے ہیں جب اُس کے کلام کو سیکھیں گے۔2تیمتھیس2:2؛ تیمتھیس پولُس رسُول کا رُوحانی بیٹا تھا پولُس اپنے روُحانی بیٹے کو کلیسیائی خدمت کے لئے سمجھاتا ہے دیانت داروہی لوگ ہوں گے جِن کو خُدا کُچھ عِرصہ دیکھے کہ کون کِس طرح دیانت دار ثابت ہوتا ہے۔اِسلئے کہ ہم بھی اُس کے کلام پر عمل کرسکیں اور اُس کی منادی کریں ہم نے عمل کرنا ہےنہ کہ کلام پڑھ کے اِنتظار کرنا ہے کہ جب موقع آئے گا تو تجربہ کریں گے۔ رومیوں4:6؛جب ہمارے دُنیاوی سرٹیفیکیٹ دیواروں پر اچھے لگتےہیں تو ویسے ہی ہم نے مسیحی تعلیم کو اپنی زندگی میں مکمل کرنا ہےکیونکہ ہر ایمان دار کو یسوع مسیح کی بادشاہی میں لڑنا ہے۔ اِس لئے ہر ایمان دار کو خُدا کی تعلیم کے لئے سکول آنا چاہئے ۔ 1تیمتھیس5:1؛اُس کا مقصد طاقت، ڈِگری حاصل کرنا نہیں تھا بس ضروری بات ہم میں محبت پیدا ہو، محبت کی بات کرنا آسان ہے مگر مُحبت کا کردار اَدا کرنا مُشکل ہے ۔ ہر ایمان دار کبھی نہ کبھی تو گُناہ کی زندگی میں تھا ۔ پولُس کا یہ تعلیم دینے کا مقصد تھا کہ خُدا کی بے ریاء مُحبت کو اپنانا۔ یہ محبت ہمیں کیسے آتی ہے یہ پاک دِل سے آتی ہے، جب ہمارا دِل صاف ہوتا ہے۔ ہر ایمان دار کو مسیح ہی کی طرح کا ذہن رکھنا ہےجو اُس کے خُون سے دُھل کر پاک ہوجاتا ہے ۔ جیسے داؤد نے کہ ااے خُدا وند مَیں نے تیرے کلام کو اپنے دِل میں رکھا ہے کہ تیرے خلاف گُناہ نہ کرُوں ۔لُوقا52:2؛اِس بات کو سمجھنے کے لئےکہ ابھی یسوع تو 12سال کا ہے۔ اَب لوگ کہتے ہوں گے وُہ مدرسہ کِتنا اچھا ہوگاجہاں یہ بچہ پڑھتا ہوگا۔ یقیناً یسوع نے چھوٹی سی عُمر میں خُدا کے کلام کو سیکھنا شُروع کِیا ہوگا۔ جب اُس نے ترقی کی تو کیا مطلب کبھی وُہ "اَن میَچور" بھی تھا ۔ وُہ حِکمت میں بڑھتا گیا مطلب اُس نے سیکھا اپنے روزمرہ مسائل کو دیکھا کہ اِن مسائل کا حل کیسے کِیا جائےیسوع کو لوگوں سے سلام کرنا آتا ہوگا اور یہاں تک کہ کلام ہمیں بتاتا ہے کہ وُہ گُناہگاروں کا دوست تھا۔ استِشناء6: 9-1؛اور ہمارے باپ دادا سے جو خُدا نے وعدے کِئے ہیں وُہ تب ہی ہماری زندگی میں پُورے ہوتے ہیں جب ہم خُدا کے کلام پر عمل کرتے ہیں اُسے اپن زندگی میں اولین درجہ دیتے ہیں اور اُس کے رُوح پاک کو موقع دیتے ہیں کہ وُہ ہماری شفائت کرے اور جب ہم خداکے کلام پر عمل کرتے ہیں تو وُہ ہماری زنگیوں میں ایسے کام کرتا ہے کہ ہم خدا باپ کا جلا ل دیکھیں۔2پطرس10:1؛کیونکہ جِس قدر ہمارے خُداوند نے ہمارے لئے محبت دِکھائی کہ ہماری خاطر اپنی جان دے دی ضرور ہے کہ ہم اُس کی مرضی پُورا کریں تا کہ اُس کی نظر میں مُبارک ٹھہریں تو اُتنی ہی زیادہ پاک رُوح کی نعمتیں ہماری زندگی میں کثرت سے کام کریں گی۔آمین!۔۔۔۔۔۔۔